جائے -

'' تصدیق'' دونوں معنی میں ہے- شاہد کی نسبت سے attestation ہے اور'' رنگ و بو'' یعنی تصور کے مقابلے میں تصدیق اصطلاحی -

'' اہل دین را -----'' مولانا روم ہی کا شعر ہے مثنوی کے دفتر اوّل میں مل جائے گا-

احمد جاوید

☆☆☆

محترمہ ڈورس احمد علامہ کے ہاں کب تشریف لائیں ؟

سوال - گذارش ، اقبال اکیڈمی والوں سے یہ ہے کہ وہ اس امر کا تعین کرے کہ محترمہ ڈورس احمد علامہ کے ہاں کب تشریف لائیں - کیونکہ اس سلسلے میں بعض متعلقین کے بیانات متضاد ہیں

(بحوالہ ہفت روزہ لاہور ۱۳ نومبر ۱۹۹۹ء)

شیخ عبدالماجد (لاہور) مصنف اقبال اورتحریک احمدیت

جواب -ہفت روزہ لاہور کی ۱۳ نومبر ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں شیخ عبدالماجد نے زندہ رود مصنفہ ڈاکٹر جاوید اقبال اور قرطاس اقبال از پروفیسر محمد منور کے حوالے سے ایک تسامح کی نشان دہی کی ہے جس کا تعلق محترمہ ڈورس احمد کی جاوید منزل آمد کی تاریخوں میں بہت زیادہ فرق سے ہے - انہوں نے اقبال اکادمی پاکستان سے اس سلسلے میں استفسار کیا ہے ہم نے محترمہ ڈورس احمد کی جاوید منزل آمد کے بارے میں علامہ اقبال کے خطوط کو ہی اساس بنایا ہے- شیخ عبدالماجد نے دوسرے جومختلف اشارات کیے ہیں ان کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم ڈاکٹر جاوید اقبال اور منیرہ بانو دختر علامہ اقبال کی گورنس محترمہ ڈورس احمد کے متعلق عرض کریں گے کہ آپ جولائی ۱۹۳۷ء کے آخری ہفتے میں ہی لاہور تشریف لائی تھیں - زندہ رود ص ۹۵۸ (یک جلد) جب آپ علی گڑھ سے لاہور

آ ئیں تو بقول ان کے لاہور میں سخت گرمی تھی تو اس سلسلے میں گذارش ہے کہ ڈورس احمد صاحب کو موسم یاد تھا اور ظاہر ہے کہ جولائی ۱۹۳۷ء کا آخری ہفتہ لاہور میں سخت گرمی کا تھا تاہم تاریخ کے بارے میں انہیں مغالطہ ہوا اس لیے کہ محترمہ سردار بیگم ۲۳ مئی ۱۹۳۵ء کو فوت ہوئیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ محترمہ ڈورس احمد کو اسی ماہ لاہور میں بلا لیا گیا ہو - تاریخوں کا یہ تضاد صاف ظاہر کرتا ہے کہ مئی ۱۹۳۵ء میں ان کی لاہور آمد کسی طرح بھی ممکن نہیں ورنہ مسز ڈورس احمد یہ بھی کہتیں کہ سردار بیگم کے انتقال کے فوراً بعد یا انتقال کے موقع پر وہ لاہور میں ان کے گھر موجود تھیں -

شیخ عبدالماجد نے ڈورس احمد کی کتاب اقبال، جیسا کہ میں جانتی تھی اور پروفیسر محمد منور کی کتاب قرطاس اقبال میں شامل مضمون '' حضرت علامہ کی گھریلو زندگی کے چند نقوش '' سے محترمہ ڈورس احمد کی لاہور میں مئی ۱۹۳۵ء اور ڈاکٹر جاوید اقبال کی کتاب زندہ رود میں محترمہ ڈورس احمد کی لاہور میں جولائی ۱۹۳۷ء کو آمد کو موضوع بنایا ہے - محترم پروفیسر محمد منور نے اس تاریخ کے لیے مکمل طور پر انحصار ڈورس احمد کی کتاب پر کیا ہے حالانکہ وہ خود اپنے اسی مضمون میں لکھ رہے ہیں کہ

> '' ان (سردار بیگم) کی وفات سے حضرت علامہ کو شدید صدمہ پہنچا- بعض رشتہ دار خواتین نے دیکھ بھال کی بھی مگر کوئی بھی چند ہفتے سے زیادہ وقت نہ دے سکی - خود حضرت علامہ بھی علیل رہتے تھے- اسی لیے وکالت کا دھندا چھوڑ دیا تھا بچوں کے ضمن میں ہر دم متفکر رہتے تھے- اسی دوران میں حضرت علامہ کو محترمہ ڈورس کے بارے میں اطلاع ملی کہ بیوہ جرمن خاتون ہیں جو علی گڑھ میں ہیں اگر ان کی خدمات میسر آ جائیں تو یہ بڑی مبارک بات ہو گی (۱) -

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں -

۱ - سردار بیگم مرحومہ کی وفات کے بعد ڈورس احمد لاہور آئیں لہٰذا یہ واضح ہے کہ وہ ۲۳ مئی ۱۹۳۵ء تاریخ وفات مرحومہ (سردار بیگم) کے بعد لاہور آئیں لہٰذا وہ مئی کا مہینہ نہیں ہو سکتا-

۲ - علامہ اقبال کی رشتہ دار خواتین نے چند ہفتے بچوں کی دیکھ بھال کی لہٰذا ثابت ہوا کہ جولائی حتیٰ کہ اگست ۳۵ میں بھی وہ نہیں آئیں بلکہ وہ علی گڑھ میں تھیں -

۳- رشتہ دار خواتین کے وقت نہ دے سکنے کے بعد انہیں ڈورس احمد کے بارے میں اطلاع ملی پھر ان سے خط و کتابت ہوئی اور ان کو کسی ذریعے سے لاہور آمد کی پیش کش

ہوئی -

علامہ اقبال نے ۲۳ مئی ۱۹۳۵ء کو راس مسعود کو خط لکھا جس میں سردار بیگم کی خطرناک بیماری اور اس کے ''آخری لمحات'' کا ذکر کیا مگر خط ختم کرنے کے بعد پس نوشت کے طور پر لکھا ہے کہ'' ساڑھے پانچ بجے میری بیوی کا انتقال ہو گیا''(۲) -

اور ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کے نام خط میں بھی والدہ جاوید کے اس جہان فانی سے رخصت ہونے کی اطلاع دی (۳) اور ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء کے سر راس مسعود کے نام خط میں لکھا ہے کہ ''میں اس وقت بہت پریشان ہوں - دونوں بچے میرے لیے ایک مسئلہ بن گئے ہیں جس کی سنگینی کو میں نے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا''(۴) - ۲۴ جون ۱۹۳۵ء کے خط میں اقبال نے سر راس مسعود کو لکھا کہ وہ جولائی میں جاوید کو لیکر آئیں گے اور منیرہ بانو لاہور میں رہے گی جس کی اطلاع مجھے ملتی رہے گی(۵) - ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء کو وہ سید نذیر نیازی کو اطلاع دیتے ہیں کہ'' میں یہاں سے پندرہ جولائی کی شام فرنٹیر میل بروز سوموار روانہ ہو کر ۱۶ جولائی ۱۹۳۵ء کو صبح دہلی پہنچوں گا وہاں تمام دن قیام رہے گا تا کہ جاوید دہلی دیکھ سکے آپ مجھ سے ریلوے اسٹیشن پر ملیں اور بھوپال کی گاڑی میں جو شام کو چلے گی میرے لیے دو سیٹ سکینڈ کلاس (لوئر برتھ) ریزرو کرا دیں''(۶) -

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مئی میں بیوی کی وفات کے بعد علامہ منیرہ بانو کو رشتے دار خواتین کے حوالے کر کے جاوید کے ہمراہ بھوپال چلے گئے اور وہاں اگست ۱۹۳۵ء تک مقیم رہے اور اس بات کا اپنے خطوط میں برملا اظہار کیا کہ ان کی والدہ مرحومہ نے وصیت کی تھی کہ جاوید اور منیرہ کو خود سے جدا نہ کروں لہٰذا میں یورپ بھی نہیں جا سکتا - ۲۷ ستمبر ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کے نام خط میں علامہ لکھتے ہیں -

'' چھوٹی بچی منیرہ کے لیے استانی کی ضرورت ہے اگر کوئی شریف زادی جو قرآن اور دینی کتابیں پڑھا سکتی ہو مل جائے تو غنیمت ہے - بیوہ اور بے اولاد ہو تو سبحان اللہ - تمام عمر میرے گھر میں گذار دے - گھر کا انتظام کرے اور بچوں کی تربیت کرے ،عمر چالیس سال ہو یا اس سے کم و بیش'' (۷) -

اس خط کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ ۲۷ ستمبر ۱۹۳۵ء تک مسز ڈورس احمد ، جاوید منزل میں موجود نہیں تھیں - ۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو علامہ ، خواجہ غلام السیدین کے نام اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کے نام خط میں لکھتے ہیں کہ میں نے رسالہ تہذیب نسواں میں بچوں کی استانی کے لیے اشتہار چھپوایا ہے جو بیگم محمد علی کی سر پرستی میں نکلتا ہے- اور

کہتے ہیں گھر کا تمام انتظام بھی استانی صاحبہ کے سپرد ہو گا اور خواجہ غلام السیدین کو استانی صاحبہ کے مندرجہ ذیل فرائض لکھتے ہیں -

۱ - بچوں کی اخلاقی اور دینی تربیت اور نگہداشت - لڑکا ۱۱- سال کا ہے اسکول جاتا ہے- لڑکی ۵ سال کی ہے -

۲ - گھر کا انتظام اور نگہداشت - اس سے میری مراد یہ ہے کہ سب گھر کا چارج انہیں دیا جائے گا اور زنان خانے کے تمام اخراجات ان کے ہاتھ ہوں گے -

مندرجہ ذیل باتیں ضروری ہیں -

۱ - بیوہ اور بے اولاد ہو-۲ - عمر میں کس قدر مسن ہو تو بہتر ہے-۳ - کسی شریف گھر کی ہو جو گردش زمانہ سے اس قسم کا کام کرنے پر مجبور ہو گئی ہو - ۴- دینی اور اخلاقی تعلیم دے سکتی ہو یعنی قرآن اور اردو پڑھا سکتی ہو -عربی اور فارسی بھی جانے تو اور بھی بہتر ہے - ۵- سینا پرونا وغیرہ بھی جانتی ہو ۶ - کھانا پکانا جانتی ہو - اس سے میری مراد یہ نہیں کہ اس سے باورچی کا کام لیا جائے گا'' (۸) -

پھر علامہ خواجہ صاحب کو کہتے ہیں کہ آپ ماہر تعلیم اور میرے حالات سے باخبر ہیں لہٰذا مندرجہ بالا امور کو ملحوظ رکھیں - ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کے خواجہ غلام السیدین کے نام خط میں انہیں لکھتے ہیں -

'' ملفوفہ خط علی گڑھ سے آیا ہے - مہربانی کر کے اپنی بیگم صاحبہ کو زحمت دیجئے کہ وہ ممتاز فاخرہ سے ملکر ان کی شخصیت کا اندازہ کریں اور اگر ممتاز فاخرہ صاحبہ پردہ کی پابند نہ ہوں تو آپ خود بھی ان سے گفتگو کر کے ان کی قابلیت کا اندازہ کریں مسز شیخ عبداللہ صاحب (علی گڑھ گرلز کالج کے بانی شیخ عبداللہ کی بیگم) سے بھی ان کی سیرت وغیرہ کے متعلق حالات دریافت کریں (۹) -

نیز یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ پنجاب کے کس شہر کی وہ رہنے والی ہیں اور ان کے والد اور بھائیوں کے (اگر کوئی ہوں) کیا نام ہیں تا کہ اگر آپ کا فیصلہ ان کے حق میں ہو تو میں مزید تحقیق کر سکوں -

تعلیمی اعتبار سے اور نیز اس خیال سے کہ علی گڑھ میں ان کا قیام رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بچوں کی نگہداشت کے لیے موزوں ہو گی مگر ایک دقت یہ ہے کہ ان کی عمر چھوٹی ہے - اس عمر کی عورت تعلیم تو دے سکتی ہے مگر تربیت مشکل ہے - اس کے علاوہ برس چھ ماہ کے بعد ان کی شادی ہوگئی تو پھر نئ

استانی کی تلاش کرنی پڑے گی (۱۰)''۔

اس کے بعد لکھتے کہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو انہوں نے تہذیب نسواں میں ایک زیادہ مفصل اشتہار دے دیا تھا اور اسی کو دیکھ کر ممتاز فاخرہ نے خط لکھا ہے - ۱۶ نومبر ۱۹۳۵ء کے خط میں بھی خواجہ غلام السیدین کو استانی کی تلاش جاری رکھنے کا لکھا (۱۱) - اس کے بعد ایک اور خاتون جمشیدہ بیگم کے بارے میں سید نذیر نیازی تحقیق کرتے رہے - ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء کو لکھے جانے والے خواجہ غلام السیدین کے نام خط میں بھی علامہ، خواجہ صاحب کی بیگم کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے خاتون کی تلاش میں مدد کی اور فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسی خاتون کی ضرورت ہے جس پر میں اعتماد کرسکوں اور کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں زیادہ عجلت سے کام نہ لیں نیز لیڈی انسپکٹر آف سکولز مس خدیجہ بیگم نے بھی دو خواتین کے نام تجویز کئے ہیں (۱۲) مطلب یہ ہے کہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء تک بھی علامہ کے ہاں مسز ڈورس احمد کا کوئی وجود نہ تھا - علامہ نے ۱۸ اپریل ۱۹۳۶ء کو خواجہ صاحب کے نام جو خط لکھا اس میں واضح طور پر بتایا کہ استانی کا اب تک کوئی انتظام نہیں ہو سکا البتہ اس میں یہ انکشاف بھی کیا کہ ایک نوجوان لڑکی ان کے بچوں کی اتالیقی پر رضا مند ہے اور شرط یہ عائد کرتی ہے کہ علامہ ان سے نکاح کر لیں - بقول علامہ وہ علی گڑھ میں رہ چکی ہے اسے بہت سمجھایا گیا کہ نکاح ممکن نہیں مگر وہ نہیں مانتی (۱۳)۔

۶ جون ۱۹۳۶ء کے خط میں اقبال مولانا راغب احسن کو لکھتے ہیں کہ مسٹر جناح غالباً کل آئیں گے اب جہاں تک ڈورس احمد کی لاہور آمد کا معاملہ ہے اس میں بھی واضح ہے کہ جون ۳۷ تک ڈورس احمد لاہور میں تشریف نہیں لائیں تھیں بلکہ منیرہ اور جاوید اقبال کے ماموں عبدالغنی اس کی دیکھ بھال کر رہے تھے - ۸ جون ۱۹۳۷ء کو سر راس مسعود کے نام خط میں علامہ لکھتے ہیں :

> ''جاوید اور منیرہ کی نگہداشت کے لیے اور گھر کے تمام انتظام کے لیے جو ایک مدت سے بگڑا ہوا ہے - میں نے فی الحال آزمائشی طور پر علی گڑھ سے ایک جرمن لیڈی کو جو اسلامی معاشرت سے واقف ہے اور اردو بول سکتی ہے- بلوایا ہے - پروفیسر رشید احمد صدیقی اور دیگر احباب نے اس کی شرافت کی بہت تعریف کی ہے - اگر وہ اپنے فرائض کو ادا کرنے میں کامیاب ہوگئی تو مجھے بے فکری ہو جائے گی (۱۴)''

اس عبارت کے بعد کوئی شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ ۸ جون ۱۹۳۷ء تک مسز ڈورس احمد

لاہور نہیں آئیں تھیں اقبال نے انہیں اس تاریخ تک بلوایا تھا وہ آئی نہیں تھیں-

متذکرہ بالا اقبال کے خطوط کی روشنی میں مسز ڈورس احمد کی لاہور آمد کو دیکھئے تو آپ پر واضح ہوگا کہ ۸ جون ۱۹۳۷ء تک انہیں صرف لاہور آنے کی دعوت تھی اور وہ خود اس وقت علی گڑھ میں تھیں ظاہر ہے تیاری میں اور آنے میں کچھ مدت درکار تھی لہٰذا ڈاکٹر جاوید اقبال کا زندہ رود میں یہ لکھنا کہ

> ''جولائی ۱۹۳۷ء کے آخری ہفتے (۲۷ جولائی) کو جرمن خاتون مسز ڈورس احمد ،علی گڑھ سے لاہور تشریف لائیں ، ریلوے اسٹیشن پر ان کا استقبال کرنے کے لیے میاں محمد شفیع، علی بخش اور منیرہ موجود تھے- وہ میاں محمد شفیع اور منیرہ کے ساتھ ٹانگہ پر جاوید منزل تشریف لائیں اور وہاں پہنچتے ہی اقبال سے ملیں جو بمطابق معمول تہبند اور بنیان پہننے کی بجائے ان کی تعظیم کی خاطر شلوار اور قمیض زیب تن کئے صوفہ پر بیٹھے ان کے منتظر تھے- اقبال نے انہیں گھر کے انتظام اور منیرہ و راقم کی نگہداشت کی ذمہ داریاں سونپی اور یوں مسز ڈورس احمد نے ''جاوید منزل'' میں مستقل رہائش اختیار کی (۱۵)''

ہی درست ہے کہ مسز ڈورس احمد جولائی ۱۹۳۷ء کے آخری ہفتے اور بقول ان کے ۲۷ جولائی ۱۹۳۷ء کو جاوید منزل آئیں یقیناً جولائی شدید حبس اور گرمی کا مہینہ ہے لہٰذا یہ ڈورس احمد کی یاد داشت میں محفوظ تھا اور اس کا ہی انہوں نے اظہار کیا مئی ۱۹۳۵ء کی تاریخ ہر لحاظ سے غلط ہے جو بڑھاپے کی وجہ سے شاید اس لیے ان کے ذہن میں تھی کہ والدہ جاوید کا انتقال ۲۳ مئی ۱۹۳۵ء کو ہوا تھا- خود ڈاکٹر جاوید اقبال نے بھی اپنی کتاب زندہ رود (یک جلد) باب آخری ایام کے حواشی (نمبر۳۲) میں لکھا ہے کہ مسز ڈورس احمد یہ سمجھتی ہیں کہ وہ مئی ۱۹۳۵ء کی ایک تپتی ہوئی صبح لاہور پہنچی تھیں لیکن یہ درست نہیں کیونکہ وہ جولائی ۱۹۳۷ء کے آخری ہفتے کو لاہور آئیں (۱۶) - پروفیسر محمد منور نے چونکہ اپنے بیان کا انحصار ڈورس احمد کے بیان پر رکھا ہے لہٰذا ان کے مغالطے کی بنیاد موجود ہے- اب جبکہ وہ ۱۹۳۶ء میں لاہور میں موجود ہی نہیں تھیں تو ڈاکٹر تاثیر کی شادی اور قائداعظم کی اقبال سے ملاقات کے بارے میں ان کا بیان ساقط ٹھہرتا ہے- پروفیسر منور نے ڈورس احمد کو جو امی کہا وہ اقبال سے ان کی عقیدت کا مظہر ہے کسی بھی بزرگ عورت کو ماں کہنا معیوب نہیں پھر مسز ڈورس احمد نے تو اقبال اور ان کے بچوں کی بڑی خدمت کی تھی-

اب اس مضمون کے پردے میں جو شیخ عبدالماجد نے ہفت روزہ لاہور میں جو

اعتراض کی شکل میں شائع کرایا ہے بار بار یہ کہنا کہ شیخ عطا محمد قادیانی تھے بڑی ڈھٹائی کی بات ہے - نہ شیخ اعجاز احمد اقبال کے محبوب بھتیجے تھے انہیں تو قادیانی عقائد کی بنا پر اقبال نے اپنے بچوں کی گارڈین شپ سے فارغ کر دیا تھا(۱۷)-

> '' شیخ اعجاز احمد میرا بڑا بھتیجا ہے نہایت صالح آدمی ہے لیکن افسوس کہ دینی عقائد کی رو سے قادیانی ہے تم کو معلوم ہے قادیانیوں کے عقیدے کے مطابق تمام مسلمان کافر ہیں اس واسطے یہ امر شرعاً مشتبہ ہے کہ آیا ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی مسلمان بچوں کا گارڈین ہوسکتا ہے یا نہیں (۱۸)''

یعنی جب قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں تو مسلمانوں کے نزدیک یہ بھی کافر ہوئے اور ایک کافر مسلمان بچوں کا گارڈین کیسے ہوسکتا ہے -محترمہ ڈورس احمد نے شیخ عطا محمد کو کٹر مسلمان کہا ہے کٹر قادیانی نہیں کہا یہ شیخ عبدالماجد ہیں جو بریکٹ میں (جو احمدی تھے) لکھ رہے ہیں - شیخ عطا محمد مسلمان تھے ان کی نماز جنازہ ایک سنی ، مولوی سکندر مرحوم نے پڑھائی اور وہ قادیانیوں کی بجائے سیالکوٹ میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہیں اور سیالکوٹ کے قادیانیوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت بھی نہیں کی تھی - خود قادیانی شیخ اعجاز نے اپنے باپ کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی اس لیے کہ وہ عطا محمد کو قادیانی نہیں مسلمان سمجھتا تھا -

مختصراً یہ کہ ڈورس احمد ۲۷ جولائی ۱۹۳۷ء میں لاہور تشریف لائیں ان کی کتاب میں درج تاریخ بڑھاپے کی وجہ سے یاد داشت کے کمزور ہو جانے کی بنا پر درست درج نہیں ہوئی پروفیسر محمد منور صاحب نے چونکہ مسز ڈورس احمد کے بیان پر انحصار کیا لہٰذا اس بنا پر غلطی ہوئی اور اس غلطی کے نتیجے میں ان کے متذکرہ صدر مضمون کے امالی اور نتائج بھی درست نہیں - صرف ڈاکٹر جاوید اقبال کی درج تاریخ ہی درست ہے کیونکہ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے خطوط اقبال سے صرف اس کی ہی تائید ہوتی ہے - اس مضمون کے تمام حوالے <u>کلیات اقبال</u> جلد چہارم مرتبہ سید مظفر حسین برنی کے ص ۱۲۶ تا ۴۸۸ پر دیئے گئے اقبال کے خطوط میں سے دیئے گئے ہیں ہم نے ثانوی حوالوں کی بجائے اولین ماخذ کا استعمال اس لیے کیا تاکہ ہر طرح کے شک و شبہ کا ازالہ ہو سکے اور اقبال کی اپنی زبان سے ڈورس احمد کی آمد کی تاریخ متعین ہو سکے -

حواشی

۱- محمد منور ، پروفیسر ، قرطاس اقبال ، اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور طبع اول ۱۹۹۸ء ص-۹-۱۰

۲- برنی، سید مظفر حسین (مرتب) کلیات مکاتیب اقبال '' جلد چہارم : اردو اکادمی دہلی ۱۹۹۸ء ص - ۱۲۵، ۱۲۶

۳- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص - ۱۲۶ -

۴- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص - ۱۲۹ -

۵- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص ۱۴۰ -

۶- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص ۱۴۹-

۷- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص ۱۹۴ -

۸- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص ۱۹۹ -

۹- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص ۲۱۰ -

۱۰- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص ۲۱۰ -

۱۱- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص ۲۲۸ -

۱۲- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص ۲۵۵ -

۱۳- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص ۳۰۸ -

۱۴- ایضاً کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ص ۸۸۳، ۴۸۵ -

۱۵- جاوید اقبال ، ڈاکٹر، زندہ رود (یک جلد) ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور جنوری ۱۹۸۹ء ص ۹۸۵ -

۱۶- ایضاً زندہ رود (یک جلد) ص ۹۸۵ (حواشی) -

۱۷- وحید عشرت ، ڈاکٹر اقبالیات جولائی ۱۹۸۶ء (مظلوم اقبال پر تبصرہ) ص ۳۳۱ - ۳۴۸

۱۸- برنی ، سید مظفر حسین (مرتب) کلیات مکاتیب اقبال (جلد چہارم) ، اردو اکادمی دہلی، ۱۹۹۸ء ص ۴۸۷ - ۴۸۸-

۱۹ - ڈورس احمد، Iqbal - as I knew him ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور ۱۹۸۶ء ص ۳۷ فقرہ ملاحظہ ہو -

He was very rigid muslim and thought that a muslim lady should have been deputed to look after Bano and Javid

اوپر کے انگریزی اقتباس میں محترمہ ڈورس نے انہیں کٹر مسلمان لکھا ہے کٹر قادیانی نہیں لکھا شیخ عبدالماجد قادیانی نے اپنے ارتداد کی تائید میں ہفت روزہ لاہور میں ۱۳ نومبر ۱۹۹۹ء کو شائع ہونے والے اپنے مضمون میں اپنی طرف سے بریکٹ میں شیخ عطا محمد کے آگے احمدی لکھ دیا ہے - جو تحریف اور زیادتی ہے - اور اسی سے بعض ثقہ ماہرین اقبالیات بغیر سوچے سمجھے شیخ اعجاز احمد قادیانی اور دوسرے قادیانیوں کی نقل میں شیخ عطا محمد کو قادیانی لکھ کر قادیانی سازی کا الزام اپنے سر لے لیتے ہیں - جبکہ وہ کٹر مسلمان تھے قادیانی نہ تھے - اس سلسلے میں ہمیں یہ احتیاط کرنی چاہیے کہ قادیانی کتب کے حوالوں پر اعتماد نہ کیا جائے کیونکہ وہ ساقط الاعتبار اور جھوٹ کے پلندے ہیں - قادیانیوں کی کسی تحریر اور گواہی کو سند کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا -

(ڈاکٹر وحید عشرت)